فقہاء کی نظر میں عبادات میں اوقات مکروہہ اور ان کے اسباب واثرات کا علمی جائزہ

Scholarly Review upon the Abhorrent Timing of the Prayers, their Causes and its Impact

*ظفر اللہ

**احسان اللہ

Abstract

For every worshipping, almighty Allah has appointed a specific time, same is the case with prayer (salat). But the following five appointed times for prayers are abhorrent: 1) At noon time. 2) At Sun set. 3) At Sun rise. 4) After Asar Prayer. 5) After the evening prayer. To offer prayer in the first three mentioned times, is not allowable in the views of Ahnaf. According to Imam Shaafi, Imam Malik and Imam Ahmad, obligatory prayer (salat) is permissible but not nafl prayer. Near to Imam Shaafi, in these forbidden timings, "NawaflZawat-ul-Asbab" is legal and in Makkah every type of Nafl is also permissible. Even, during these timings, funeral prayer and sijda-e-telawat is allowable with duress. There are different views regarding the last two forbidden times.

*ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

**ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

In the opinion of Imam Shaafi, obligatory and nafl prayers are unlawful after Asar and evening prayers. But sijda-e-telawat, funeral prayer and make for obligatory prayer are allowable near to Ahnaf. Two rakat after the Asar prayer are lawful but unlawful to Ahnaf. And two rakat before the evening prayer are illicit in the views of Ahnaf but acceptable and permissible near to Imam Shaafi and Imam Ahmad.In the same way, having fast is clearly digested on the following occasions,1.Uncertain day 2.Eid-ul-Fitr ,Eid-ul-Adha 3.During the days of Tashreeq 4. Som-e- Wesal

Keywords: Prayer's timings, Jurists, Qura'n, Sunnah

ہر فرض عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص وقت مقرر کیا ہے اسی وقت کے اندر اندر عبادت ادا کرنا ضروری ہے، مثلاً روزہ رمضان میں فرض ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے،قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتصوموا اقبل رمضان صوموالرؤیتہ وأفطروالرؤیتہ فإن حالت دونہ غیایۃفأکملواثلاثین یوما[1]یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم روزے رکھو جب چاند نظر آئے اور افطار کرو جب چاند نظر آئے اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس پورے کرو۔

اسی طرح حج کا معاملہ ہے کہ حج مخصوص ایام (آٹھ، نو، دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ) میں فرض ہے۔ اسی طرح نماز کے لئے بھی وقت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ،إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا[2]یعنی (بیشک نماز مؤمنین پر فرض ہے مقرر وقتوں میں)لہذا کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں عبادات شرعاً مکروہ ہیں۔

عبادات میں سے نماز کے اوقات مکروہہ : نماز کے اوقات مکروہہ کی دو قسمیں ہیں ،(۱) اوقات ثلاثہ (۲) نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کے اوقات

ا۔اوقات ثلاثہ: اوقات ثلاثہ سے مراد طلوع الشمس، نصف النہار(استواء)اور غروب الشمس ہیں۔ائمہ ثلاثہ کے ہاں ان اوقات میں فرائض پڑھنا تو جائز ہے لیکن نوافل پڑھنا ناجائز ہے،ائمہ ثلاثہ کے پاس اپنے مسلک پر دلیل حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث ہے،

«حدثناجبارةبن المغلس قال: حدثناأبوعوانة،عن قتادة،عن أنس بن مالك،قال: قال رسول الله صلى الله علي هوسلم: من نسي صلاة،فليصلهاإذاذكرها»(3)

ترجمہ۔انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے تو جس وقت بھی یاد آئے اس کو پڑھ لے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اوقات ثلاثہ میں فرض نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ حدیث میں إذاذکرھا کے الفاظ ہے یعنی جس وقت نماز یاد آئے تو نماز پڑھ لینا چاہے اوقات ثلاثہ ہی کیوں نہ ہو۔امام شافعیؒ کے ہاں ان اوقات میں نوافل ذوات الاسباب(4) پڑھنا بھی جائز ہے۔امام شافعیؒ کے ہاں ان اوقات میں مکۃالمکرمہ میں نوافل مطلقا جائز ہے۔جیسا صاحب العنایہ نے نقل کیا ہے۔

عِنْدَالشَّافِعِي يَجُوزُالْفَرْضُ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ فِي جَمِيعِ الْبُلْدَانِ،وَتَجُوزُالنَّوَافِلُ عِنْدَهُ فِيهَابِمَكَّةَ۔(5)

امام شافعیؒ مکۃالمکرمہ میں نماز مطلقا(چاہے فرض ہو یا نفل)جائز ہونے پر دلیل جبیر بن مطعمؓ کی حدیث ہے،

«عن جبيربن مطعم:أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يابني عبدمناف ! لاتمنعواأحداطاف وصلى أيةساعةشاءمن ليل أونهار»(6)

یعنی جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے بنو عبد مناف! تم کسی کو بھی طواف کرنے سے اور نماز پڑھنے سے منع مت کرو نہ دن میں رات میں،اس سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں ہر وقت نماز پڑھنا جائز ہے چاہے دن کو یا رات کو۔

احناف میں سے امام ابو یوسفؒ کا مسلک یہ ہے کہ ان اوقات میں سے نصف النہار کے وقت جمعہ والے دن نفل پڑھنا جائز ہے ان کی دلیل ابو ہریرہؓ کی روایت ہے،

«وعن أبي هريرة : أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاةنصف النهارحتى تزول الشمس إلايوماالجمعة»(7)

ترجمہ۔ نبی کریم ﷺ نے نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا اس وقت تک کہ سورج ڈھل جائے سوائے جمعہ کے دن کے (یعنی جمعہ کو استواء کے وقت نماز پڑھنا جائز ہے) امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کو مستثنیٰ کیا ہے لہذا جمعہ کو زوال کے وقت نماز پڑھنا جائز ہے۔ حدیث مذکورہ کے بارے میں احناف کا کہنا یہ ہے کہ الا یوم الجمعہ سے مراد ولا یوم الجمعہ ہے اب حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور جمعہ والے دن بھی نصف النہار کے وقت نماز پڑھنا سے بھی منع فرمایا۔

احناف کے ہاں ان اوقات ثلاثہ میں نہ فرض نماز پڑھنا جائز ہے اور نہ ہی نوافل پڑھنا جائز ہے یعنی کسی قسم کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ احناف کی دلیل عامر بن عقبہؓ کی حدیث ہے،

« عن موسى بن علي بن رباح، قال: سمعت أبي يقول: سمعت عقبة بن عامر الجهني، يقول: " ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلي فيهن أو نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، وحين تضيف للغروب حتى تغرب»(8)

یعنی عامر بن عقبہ جہنیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہم کو تین اوقات میں نماز پڑھنے، اپنے مردوں کو دفنانے سے منع فرماتے تھے وہ تین اوقات یہ ہیں۔ جس وقت سورج طلوع ہو رہا ہو، استواء کے وقت اور سورج کے غروب ہونے کے وقت۔ اس حدیث میں مطلق نماز سے منع کیا گیا ہے چاہے نماز فرض ہو یا نفل اور اسی طرح نقبر فیھن موتانا سے مراد نماز جنازہ ہے۔ احناف اپنے مسلک پر دوسری دلیل واقعہ تعریس پیش کرتے ہیں،

«عَن أَبي هُرَيْرَةَقَالَ: عَرَّسْنَامَعَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَت الشَّمْسُ،فَقَالَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَأْخُذْكُلّ رَجُلٍ برَأْسِ رَاحِلَتِهِ؛فَإِنّ هَذَامَنْزِلٌ حَضرَنَافِيهِ الشَّيْطَانُ. قَالَ: فَفَعَلْنَا،فَدَعَابِالْمَاءِفَتَوَضَّأَ،ثُمَّ صَلّ ىسَجْدَتَيْنِ،ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُفَصَلَّى الْغَدَاةَ»(9)

اس مسئلہ میں لیلۃ التعریس بنیاد ہے اور اس واقعہ میں آپ ﷺ نے لیلۃ التعریس میں وہی پر نماز پڑھنے کے بجائے وہاں سے چلنے کا حکم دیا اور جب سورج بلند ہو گیا تو نماز پڑھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے طلوع الشمس کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

احناف کا کہنا یہ ہے کہ انس بن مالکؓ کی حدیث سے اوقات ثلاثہ میں نماز کی اباحت معلوم ہوتی ہے جبکہ عقبہ بن عامرؓ کی حدیث سے اوقات ثلاثہ میں نماز کی حرمت معلوم ہوتی ہے یعنی احادیث میں تعارض ہو گیا۔ اور جب حرمت اور حلت جمع ہوتی ہے تو حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے، اس لئے عقبہ بن عامرؓ کی حدیث کو ترجیح دی جائیگی اور ان اوقات میں نماز پڑھنا درست نہ ہو گا۔

اوقات ثلاثہ میں نمازِ جنازہ اور سجدہِ تلاوت کا حکم: ان اوقات ثلاثہ میں نماز جنازہ اور سجدہ تلاوۃ کا حکم یہ ہے کہ یہ جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ دراصل کراہت کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت کراہت مع الجواز دوسری صورت کراہت مع عدم الجواز۔ جنازہ اور سجدہ کے باب میں کراہت مع الجواز ہو گا۔

الْمُرَادُبِالنَّفْيِ الْمَذْكُورِفِي صَلَاةِالْجِنَازَةِ) يَعْنِي أَنَّ الْمُرَادَبِالنَّفْيِ الْمَذْكُورِفِي صَلَاةِالْجِنَازَةِوَسَجْدَةِالتِّلَاوَةِبِقَوْلِه وَلَاصَلَاةِجِنَازَةٍوَلَاسَجْدَةِتِلَاوَةٍهُوَالْكَرَاهِيَةُ۔[10]

اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ نماز جنازہ کا سبب وجوب جنازے کا حاضر ہونا ہے اور سجدہ تلاوت کا سبب وجوب آیۃ سجدہ کا تلاوت کرنا ہے، اور جنازے کا حاضر ہونا اور آیۃ سجدہ کا تلاوت کرنا یہ ناقص وقت میں پائے گئے لہذا ان دونوں کے سبب وجوب ناقص ہیں تو ان دونوں کی اداء بھی ناقص ہو گی۔

۲۔ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کے اوقات: نماز عصر کے بعد وقت سے مراد نماز عصر سے لیکر غروب آفتاب تک او نماز فجر کے بعد سے مراد طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک کا وقت ہے، ان اوقات میں امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ ان اوقات میں فرض نماز اور نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ صرف نوافل غیر ذوات الاسباب ان دو وقتوں میں مکروہ ہیں غیر ذوات الاسباب پر امام شافعیؒ کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کا ذکر ہے اور یہ احادیث عام ہیں جیسا کہ ابو قتادہ اسلمیؓ کی روایت ہے،

«عَنْ أَبِي قَتَادَةَالسَّلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَادَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَفَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ»[11]

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات پڑھے ۔اس حدیث میں مکروہ اور غیر مکروہ وقت کی تعین نہیں ہے۔

امام شافعیؒ کے ہاں مکہ مکرمہ میں نوافل غیر ذوات الاسباب بھی جائز ہے اسکی دلیل جبیر بن مطعمؓ کی حدیث ہے،

عن جبير بن مطعم : أن النبي صلى الله عليه و سلم قال يا بني عبد مناف ! لا تمنعوا أحدا طاف وصلى أية ساعة شاء من ليل أو نهار (12)

یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بنو عبد مناف تم کسی کو طواف اور نماز سے نہ روکو کسی بھی وقت دن میں اور نہ ہی رات میں۔

احناف کا مسلک یہ ہے کہ ان اوقات میں سجدہ تلاوت، نماز جنازہ اور فرض قضاء نماز پڑھنا تو جائز ہے لیکن نوافل چاہے ذوات الاسباب ہو یا غیر ذوات الاسباب مکہ مکرمہ میں ہو یا کسی اور جگہ نوافل پڑھنا جائز نہیں ہے ۔قضاء فرائض کو اس لئے جائز قرار دیا کہ اس وقت بذاتہ کوئی کراہت نہیں، جس کی دلیل یہ ہے کہ اسی دن کی فجر اور عصر اس میں پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، لہذا کراہتِ نماز کی کوئی وجہ بجز اس کے نہیں ہے کہ اس وقت کو مشغول بالفرائض قرار دیا گیا ہے اس وجہ سے فرائض کی قضاء جائز ہے۔نوافل کی ممانعت پر احناف کی دلیل ابن عباسؓ کی حدیث ہے۔عن ابن عباس قال : سمعت غير واحد من أصحاب النبي صلى الله عليه و سلم منهم عمر بن الخطاب وكان من أحبهم إلي أن رسول الله صلى الله عليه و سلم نهى عن الصلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس وعن الصلاة بعد العصر حتى تغرب الشمس (13)

یعنی نبی کریم ﷺ نے فجر کے بعد طلوع الشمس تک اور عصر کے بعد غروب الشمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

جبیر بن مطعمؓ کی حدیث کے بارے میں احناف کا کہنا یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث مضطرب الاسناد ہے اگر حدیث صحیح بھی ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ محافظین کو نبی کریم ﷺ نے یہ ہدایت کی ہے کہ وہ حرم شریف کو کھلا رکھیں اور نماز پر پابندی عائد نہ کرے اس کا مقصد یہ نہیں کہ کوئی وقت حرم شریف کے لئے مکروہ نہیں ہے اس کی تائید ابن حبان کی روایت سے ہوتی ہے،

«عَنْ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّه قَالَ: "يَابَني عَبْدِالْمُطَّلِب إِنْ كَانَ لكم من الْأَمرِشَيْءٍفَلَاأَعرفن أحدامِنْكُم أَن يَمْنَعَ مَنْ يُصَلِّي عِنْدَالْبَيْتِ أَيَّ سَاعَةٍشَاءَمن اللَّيْل أ وْنَهَارٍ»(14)

اس حدیث میں محافظین کو یہ ہدایت ہے کہ وہ حرم شریف کو کھلا رکھیں اور نماز پر پابندی عائد نہ کرے چاہے کوئی دن کو نماز پڑھے یا رات کو نماز پڑھے۔ نوافل ذوات الاسباب کے جواز پر امام شافعیؒ نے ابو قتادہؓ کی حدیث پیش کی اس حدیث کے بارے میں احناف کا کہنا یہ ہے کہ بخاری میں تعلیقا مروی ہے کہ ان اوقات میں نوافل ذوات الاسباب جائز نہیں،

«كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ، فَرَكِبَ حَتَّى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِي طُوًى»(15)

عمرؓ نے نماز فجر کے بعد طواف کیا تو آپؓ نے دو رکعات ذی طوی میں ادا کی۔

عصر کے بعد دو رکعات کی حیثیت: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعات صرف ایک بار پڑھی جیسا کہ عائشہؓ کی روایت ہے،

وعن عائشةقالت : فاتت رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتان قبل العصرفلماانصرف صلاهماثم لم يصل همابعد.(16)

یعنی عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عصر سے پہلے دو رکعات فوت ہو گئی تو آپ ﷺ نے اس کی قضاء فرمائی پھر ان دو رکعات کو کبھی نہیں پڑھی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے زندگی میں صرف ایک دفعہ یہ دو رکعات پڑھی، جبکہ دوسری حدیث جو عائشہؓ ہی سے مروی ہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پوری زندگی عصر کے بعد دو رکعات کو نہیں چھوڑا ہے،

«عن عائشةقالت : ماترك رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين بعدالعصرعندي قط»(17)

یعنی عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی عصر کے بعد دو رکعات کو نہیں چھوڑا ۔

اس مسئلہ میں سب سے بہترین تطبیق مفتی تقی عثمانی نے دی ہے وہ یہ کہ یہ واقعہ سب سے پہلے حضرت ام سلمہؓ کے پاس پیش آیا جیسا کہ عائشہؓ فرماتی ہیں، لَيْسَ عِنْدِي صَلَّاهُمَاوَلَكِنَّ أُمّ سَلَمَةَرَضِيَ اللهُ

عَنْهَا حَدَّثَتْنِي أَنَّهُ صَلَّاهُمَا عِنْدَهَا، اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کوئی عمل شروع فرماتے تو اس پر استقامت اور دوام اختیار کرتے، اس لئے آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ یہ دو رکعات توام سلمہؓ کے پاس پڑھی لیکن مداومت کا علم ام سلمہؓ کو نہ ہو سکا اور مداومت اور استقامت کا علم صرف حضرت عائشہؓ کو ہوا جیسا کہ عائشہؓ کا فرمان ہے، عن عائشةقالت : ماترك رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين بعدالعصر

عندي قطاس سے معلوم ہوا کہ دوام اور استقامت کا علم صرف حضرت عائشہؓ کو ہوا۔[18]

امت کے حق میں عصر کے بعد دو رکعات کی حیثیت: اس مسئلہ میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ امت کے حق میں یہ جائز ہے استدلال حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے،

«عن عائشةقالت : ماترك رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين بعدالعصر عندي قط »[19]

احناف حدیث مذکور کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے امت کے حق میں یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے،

«عن ذكوان مولى عائشةأنهاحدثته:أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي بعدالعصروينهى عنهاويواصل وينهى عن الوصال»[20]

بیشک رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے اور دوسروں کو آپ ﷺ اس سے منع فرماتے تھے اور آپ ﷺ خود وصال فرماتے تھے اور دوسروں کو وصال سے منع فرماتے تھے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ عصر کے بعد دو رکعات آپ ﷺ کی خصوصیت تھی امت کے حق میں یہ ثابت نہیں ہے۔

احناف کا مسلک یہ ہے کہ امت کے حق میں عصر کے بعد دو رکعات ممنوع ہے احناف کا استدلال ام سلمہؓ کی روایت ہے،

« عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيهَا قَالَ: "قَدِمَ عَلَيَّ مَالٌ فَشَغَلَنِي عَنْ رَكْعَتَيْنِ كُنْتُ أَرْكَعُهُمَا قَبْلَ الْعَصْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا الآنَ" فَقُلْتُ يَا رَسُول الله أفنصليهما إذا فاتتا قَالَ: "لَا" »[21]

یعنی ام سلمہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر گھر میں داخل ہو گئے اور دو رکعات پڑھی تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے ایسی نماز پڑھی جو اس سے پہلے آپ نے نہیں پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں عصر سے پہلے دو رکعت پڑھتا تھا ایک دن صدقہ کے مال میں مشغولیت کی وجہ سے وہ رہ گئی وہ دو رکعات اب میں نے پڑھ لی، ام سلمہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ہم بھی یہ دو رکعات پڑھ لیا کریں اگر فوت ہو جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس حدیث میں صاف صاف نبی کریم ﷺ نے ان دو رکعات سے منع فرمایا ہے

مغرب سے پہلے نماز کی حیثیت اور حکم: صلوۃ قبل المغرب کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، احناف اور مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعات پڑھنا مکروہ ہے۔ ان حضرات کی دلیل دار قطنی کی روایت ہے،

«قَالَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنّ عِنْدَ كُل أَذَانَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلَا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ»(22)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعات ہیں سوائے مغرب کے نماز کے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مغرب سے پہلے دو رکعات ثابت نہیں ہے۔

جبکہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ سے اس بارے میں دو اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ مغرب سے پہلے نماز مستحب ہے۔ دوسرا قول امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا یہ ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعات نماز پڑھنا جائز ہے ان حضرات کی پہلی دلیل عبد اللہ المزنیؓ کی روایت ہے،

«عن عبداللہ المزني قال : قال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم قال " صلوا قبل المغرب ركعتين " ثم قال " صلوا قبل المغرب ركعتين لمن شاء " خشية أن يتخذها الناس سنة»(23)

یعنی عبد اللہ المزنیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم مغرب سے پہلے دو رکعات نماز پڑھو پھر فرمایا کہ تم مغرب سے پہلے دو رکعات نماز پڑھو جو چاہے، لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعات سے متعلق ممانعت کی احادیث سے زیادہ سے زیادہ سُنیت کی نفی ہو جاتی لیکن عدم جواز ان احادیث سے ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ ان روایات میں پڑھنے کی نفی ہے، نہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متاخرین احناف میں سے شیخ ابن ہمامؒ بھی ان دو رکعات کے جواز کے قائل ہوئے، اسی طرح انور شاہ کشمیریؒ بھی فرماتے ہیں

کہ ان دو رکعات کو مکروہ یا بدعت کہنا درست نہیں زیادہ سے زیادہ استحباب کی نفی کی جا سکتی ہے۔اس لئے اگر کوئی پڑھے تو وہ قابل ملامت نہیں لیکن ان کا ترک اولی اور افضل ہے دو وجہوں سے،

وجہ اول۔ مغرب سے پہلے دو رکعات کا ترک کرنا افضل اس لئے ہے کہ مغرب کی نماز کے بارے میں تعجیل کی بڑی تاکید آئی ہے جیسا کہ ابو ایوبؓ کی روایت ہے،

«عن مرثدبن عبدالله قال: لماقدم علیناأبوأیوب غازیاوعقبةبن عامریومئذعلی مصرف أخرالمغرب فقام إلیه أبوأیوب فقال لهماهذه الصلاةیاعقبة؟فقال له شغلناقال أماسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول " لاتزال أمتي بخیرأوقال علی الفطرةمالم یؤخرواالمغرب إلی أن تشتبك النجوم»[24]

یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت اس وقت تک خیر پر ہی ہو گی جب تک مغرب کی نماز مؤخر نہ کرے۔اس سے ثابت ہوا کہ نماز مغرب میں تعجیل کرنا چاہیے۔یعنی مغرب کی نماز جلدی پڑھنی چاہیے۔اور یہ دو رکعات قبل المغرب پڑھنا اس تعجیل کے منافی ہیں۔

وجہ دوم۔ مغرب سے پہلے دو رکعات ترک کرنا اس لئے بھی افضل کہ اکثر صحابہ نے ان کو ترک کیا جیسا کہ ابن عمرؓ کی روایت ہے،

«عن طاوس قال سئل ابن عمرعن الرکعتین قبل المغرب فقال : مارأیت أحداعلی عهدرسول الله صلی الله علیه وسلم یصلیهماورخص في الرکعتین بعدالعصر»[25]

یعنی ابن عمرؓ سے مغرب سے پہلے دو رکعات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کسی کو نہیں دیکھا جو ان دو رکعات کو پڑھتے ہوں اور کسی کو نہیں دیکھا جو عصر کے بعد دو رکعات کی اجازت دیتا ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کا تعامل ان کا ترک کرنا ہے اس لئے ان کا ترک کرنا افضل ہے۔

عبادات میں سے روزے کے اوقات ممنوعہ: روزے سے مندرجہ ذیل مواقع پر منع کیا گیا ہے۔

(۱)عیدین کے موقع پر (۲)ایام تشریق میں (۳)یوم شک میں (۴)صوم وصال سے

عیدین کے دن روزہ: یوم عید الفطر اور یوم عید الاضحیٰ کو روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے،اس لئے کہ یہ دونوں دن اللہ تعالی کی طرف سے ضیافت کے دن ہیں،اگر کوئی ان دو دِنوں میں روزہ رکھے گا تو اس سے اللہ تعالی کی ضیافت کا ٹکرانا لازم آئے گا جو کہ ناشکری،بے ادبی اور بد نصیبی ہے۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

«عن عمرو بن يحيى عن أبيه عن أبي سعيد الخدري : قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صيامين يوم الأضحى ويوم الفطر»[26]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے دو دِن (عید الفطر و عید الاضحیٰ) روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

ایام تشریق میں روزے کا حکم: ایام تشریق سے مراد گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ ہیں، ان ایام میں روزہ رکھنے کے بارے میں مندرجہ ذیل تین مشہور اقوال ہیں۔

(۱) ابو اسحاق مروزیؒ، زبیر بن العوامؓ اور حضر ابو طلحہؓ کا مسلک یہ ہے کہ ان ایام میں روزہ مطلقا جائز ہے۔ ان حضرات کی دلیل حضرت عائشہؓ کا عمل ہے۔«عَن هِشَام قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: تَصُومُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ بِمِنًى، وَكَانَ أَبُوهَا يَصُومُهَا»[27]

یعنی حضرت عائشہؓ منیٰ میں ایام تشریق میں روزے سے تھیں اور ان کے والد بھی روزے سے تھے۔

(۲) امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، اسحاق بن راہویہؒ، امام احمدؒ اور حضرت عائشہؓ کا مسلک یہ ہے کہ دمِ تمتع کے روزے رکھنا صرف ان ایام جائز ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے۔

«عَن عَائِشَةَ، وَعَن سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَا: لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَن يُصَمْنَ، إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الهَدْيَ»[28]

یعنی ابن عمرؓ اور عائشہؓ سے مروی ہے کہ صرف اس آدمی کے لئے ان ایام میں روزے کی اجازت ہے جو قربانی کی جانور نہ پائے۔ باقی کسی کو اجازت نہیں کہ وہ ان ایام میں روزہ رکھے۔

(۳) امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ کا قول جدید، حسن بصریؒ، عطارؒ، لیث بن سعدؒ، حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا مسلک یہ ہے کہ ان ایام میں روزہ رکھنا مطلقا ممنوع ہے۔ ان حضرات کی دلیل ترمذی کی حدیث ہے،

«عن عقبة بن عامر : قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق عيدنا أهل الإسلام وهي أيام أكل وشرب»[29]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کا دن، قربانی کا دن اور ایام تشریق ہماری عید ہے اور یہ سب دن کھانے اور پینے کے ہیں۔

یوم شک کا روزہ: یوم شک سے مراد تیس شعبان کا دن ہے، اگر کوئی آدمی اس خیال سے روزہ رکھے کہ ہو سکتا ہے کہ کل رمضان ہو اور ہم نے چاند نہ دیکھا ہو تو اس خیال سے روزہ رکھنا بلاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔ جیسا کہ ترمذی کی روایت ہے،

« عن صلة بن زفر : قال كنا عند عمار بن ياسر فأتى بشاة مصلية فقال كلوا فتنحى بعض القوم فقال إني صائم فقال عمار من صام اليوم الذي يشك به الناس فقد عصى أبا القاسم صلى الله عليه و سلم »(30)

یعنی جس نے یوم شک میں روزہ رکھا تو گویا اس نے ابوالقاسم (محمد ﷺ) کی نافرمانی کی۔

صوم وصال: دو یا زیادہ دن تک افطار کئے بغیر روزہ رکھنے کو صوم وصال کہا جاتا ہے، صوم وصال کے بارے میں مندرجہ ذیل تین مسالک مشہور ہیں۔

(۱) اسحاق بن راہویہؒ اور ابن وضاحؒ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص وصال پر قدرت رکھتا ہو اس کے لئے صوم وصال جائز ہے ورنہ حرام ہے۔ (۲) امام شافعیؒ، ابن عربیؒ اور اہل ظاہر کا مسلک یہ ہے کہ صوم وصال ممنوع اور حرام ہے۔

(۳) امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ، حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ، ابو سعیدؓ اور حضرت عائشہؓ کا مسلک یہ ہے کہ صوم وصال مکروہ ہیں،

صوم وصال کے نہی پر دلیل انسؓ کی حدیث ہے۔

«عن أنس : قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتصوموا قالوا فإنك تواصل يارسول الله ! قال إني لست كأحدكم إن ربي يطعمني ويسقيني»(31)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے جب وصال سے صحابہ کرام کو منع کیا تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو وصال کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بلکہ مجھے اللہ کھلاتا اور پلاتا ہے

خلاصہ بحث:

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز کے لئے اوقات مکروہہ دو ہیں۔ **اول** اوقات ثلاثہ (طلوع الشمس، نصف النہار (استواء) اور غروب الشمس) **دوم** بعد العصر اور بعد الفجر کا وقت اول قسم کے بارے میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ ان اوقات میں فرائض اور نوافل پڑھنا جائز نہیں جبکہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں ان اوقات میں فرائض جائز ہیں لیکن نوافل پڑھنا جائز نہیں البتہ امام شافعیؒ کے ہاں ان اوقات میں نوافل ذوات الاسباب بھی جائز ہیں، جبکہ ان اوقات میں نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت مکروہ ہیں۔

دوسرے قسم کے اوقات میں احناف کے ہاں فرائض کی قضاء، سجدہِ تلاوت اور نماز جنازہ پڑھنا جائز ہیں نوافل چاہے مکہ میں ہو یا غیر مکہ میں، ذوات الاسباب ہو یا غیر ذوات الاسباب ناجائز ہیں جبکہ امام شافعیؒ کے ہاں ان اوقات میں فرائض اور نوافل ذوات الاسباب ناجائز ہیں اور نوافل غیر ذوات الاسباب مکروہ ہیں جبکہ مکہ میں نوافل ذوات الاسباب جائز ہیں۔ عصر کے بعد دو رکعات نفل امام شافعیؒ کے ہاں جائز جبکہ احناف کے ہاں ممنوع ہے۔ مغرب سے پہلے دو رکعات احناف اور مالکیہ کے ہاں مکروہ جبکہ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں جائز یا مستحب ہیں۔

اسی طرح چار مواقع پر شریعت نے روزے سے منع کیا ہے۔ (اول) عیدین کے موقع پر، (دوم) ایام تشریق میں، (سوم) یوم شک میں اور (چہارم) صوم وصال سے۔ عیدین اور ایام تشریق میں اس لئے روزے سے منع ہے کہ یہ ایام اللہ کی جانب سے ضیافت کے ہیں، یوم شک میں روزہ اس لئے منع ہے کہ اس میں حضور ﷺ کی مخالفت لازم آتی ہے اور صوم وصال اگرچہ حضور ﷺ خود رکھتے تھے لیکن ہمارے لئے منع ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کو اللہ کی جانب سے کھلایا پلایا جاتا تھا۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى السلمي، الكتاب: الجامع الصحيح سنن الترمذي، باب ما جاء أن الصوم لرؤية الهلال والإفطار له، الناشر: دار إحياء التراث العربي—بيروت تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ج۳، ص ۷۱۔

(۲) القرآن، سورة النساء، ۴/۱۰۳

(۳) القزوینی، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273ه-)، الكتاب: سنن ابن ماجه: تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء الكتب العربية- فيصل عيسى البابي الحلبي، باب من نام عن الصلاة أو نسيها، ج۱، ص ۲۲۷۔

(۴) نوافل ذوات الاسباب سے مراد وہ نوافل ہیں جن نوافل کا سبب بندے کے اختیار کے علاوہ کوئی سبب ہو، مثلاً تحية الوضوء، تحية المسجد، نماز شکر، نماز عید اور نماز کسوف وغیرہ یہ ایسے نوافل ہیں جن کا سبب بندے کے اختیار کے علاوہ ہے۔

(۵) الرومي البابرتي، محمد بن محمد بن محمود، أكمل الدين أبو عبد الله ابن الشيخ شمس الدين ابن الشيخ جمال الدين (المتوفى: 786ه-)، الكتاب: العناية شرح الهداية الناشر: دار الفكر الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، ج۱، ص ۲۳۱۔

(۶) الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى السلمي، الكتاب: الجامع الصحيح سنن الترمذي، الناشر: دار إحياء التراث العربي—بيروت تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون، باب ما جاء في الصلاة بعد العصر وبعد الصبح لمن يطوف، ج۳، ص ۲۲۰۔

(۷) الخطيب التبريزي، محمد بن عبد الله، الكتاب: مشكاة المصابيح، الناشر: المكتب الإسلامي—بيروت الطبعة: الثالثة- 1405-1985 باب أوقات النهي- الفصل الأول، ج۱، ص ۲۳۰۔

(۸) القزوینی، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273ه-)، الكتاب: سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء الكتب العربية- فيصل عيسى البابي الحلبي باب ما جاء في الأوقات التي لا يصلى فيها على الميت ولا يدفن، ج۱، ص ۴۶۸۔

(۹) النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، (المتوفى: 303ھ)، الكتاب: المجتبى من السنن = السنن الصغرى للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب الطبعة: الثانية، 1406-1986، باب كَيْفَ يُقْضَى الْفَائِتُ مِنَ الصَّلَاةِ، كِتَابُ الْمَوَاقِيتِ، ج ا، ص ۲۹۸۔

(۱۰) الرومي البابرتي، محمد بن محمد بن محمود، أكمل الدين أبو عبد الله ابن الشيخ شمس الدين ابن الشيخ جمال الدين (المتوفى: 786ھ)، الكتاب: العناية شرح الهداية، حوالہ سابق، ج ا، ص ۲۳۵، ۲۳۶۔

(۱۱) البخاري، محمد بن اسماعيل ابو عبد الله الجعفي، الكتاب:
الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، المحقق:
محمد زهير بن ناصر الناصر الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، 1422ھ ، كتاب الصلوة، بَابُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ، ج ا، ص ۹۷۔

(۱۲) الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى السلمي، الكتاب: الجامع الصحيح سنن الترمذي، باب ما جاء في الصلاة بعد العصر وبعد الصبح لمن يطوف، ج ۳، ص ۲۲۰۔

(۱۳) ايضا، باب ما جاء في كراهية الصلاة بعد العصر وبعد الفجر، ج ا، ص ۳۴۱، حوالہ سابق۔

(۱۴) الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان (المتوفى: 807ھ)، الكتاب: موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان المحقق: محمد عبد الرزاق حمزة الناشر: دار الكتب العلمية، كتاب المواقيت، بَاب الصَّلَاة بِمَكَّة، ج ا، ص ۱۶۵۔

(۱۵) البخاري، محمد بن اسماعيل ابو عبد الله الجعفي، الكتاب:
الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، المحقق:
محمد زهير بن ناصر الناصر الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، 1422ھ، بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالعَصْرِ، كتاب الحج، ج ۲، ص ۱۵۵۔

(۱۶) نورالدین، علي بن أبي بکر الھیثمي، الکتاب: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الناشر: دار الفکر، بیروت-1412 ھ، کتاب الصلوۃ، باب الصلاۃ بعد العصر، ج ۲، ص ۱۷۴۔

(۱۷) مسلم، مسلم بن الحجاج أبوالحسین القشیري النیسابوري، الکتاب: صحیح مسلم، الناشر: دار إحیاء التراث العربي-بیروت، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب معرفۃ الرکعتین اللتین کان یصلیھما النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد العصر، ج ۱، ص ۵۷۲۔

(۱۸) عثمانی، شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی، درس ترمذی، ترتیب وتحقیق مولانا رشید اشرف، مکتبہ دار العلوم، ج ۱، ص ۴۲۸۔

(۱۹) مسلم، مسلم بن الحجاج أبوالحسین القشیري النیسابوري، الکتاب: صحیح مسلم، حوالہ سابق، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب معرفۃ الرکعتین اللتین کان یصلیھما النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد العصر، ج ۱، ص ۵۷۲۔

(۲۰) أبوداود السجستاني، سلیمان بن الأشعث الأزدي، الکتاب: سنن أبي داود، الناشر: دار الفکر، تحقیق: محمد محیي الدین عبد الحمید، کتاب الصلوۃ، باب من رخص فیھما إذا کانت الشمس مرتفعۃ، ج ۱، ص ۴۰۹۔

(۲۱) الھیثمي، أبوالحسن نورالدین علي بن أبي بکر بن سلیمان (المتوفی: 807ھ)، الکتاب: موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان، حوالہ سابق، کتاب المواقیت، بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي تکرہ فِيهَا الصَّلَاةِ، ج ۱، ص ۱۶۴۔

(۲۲) قطني، أبوالحسن علي بن عمر بن أحمد بن مھدي بن مسعود بن النعمان بن دینار البغدادي الدار (المتوفی: 385ھ)، الکتاب: سنن الدار قطني، حققہ وضبط نصہ وعلق علیہ: شعیب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطیف حرز اللہ، أحمد برھوم الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت—لبنان الطبعۃ: الأولی، 1424ھ--2004م، کتاب الصلوۃ، باب الْحَثِّ عَلَى الرُّكُوعِ بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ فِي كُلِّ صَلَاةٍ وَالرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَالِاخْتِلَافِ فِيهِ، ج ۱، ص ۴۹۷۔

(۲۳) ایضا، کتاب الصلوۃ، باب الصلاۃ قبل المغرب، ج ۱، ص ۴۱۰۔

(۲۴) أبوداود السجستاني، سليمان بن الأشعث الأزدي، الكتاب: سنن أبي داود، حوالہ سابق، كتاب الصلوة، باب في وقت المغرب، ج۱، ص۱۶۷۔

(۲۵) ایضا، كتاب الصلوة، باب الصلاة قبل المغرب، ج۱، ص۴۱۰۔

(۲۶) الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى السلمي، الكتاب: الجامع الصحيح سنن الترمذي، حوالہ سابق، باب ماجاء في كراهية الصوم يوم الفطر والنحر، ج۱، ص۱۴۰۔

(۲۷) البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله الجعفي، الكتاب:
الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، المحقق:
محمد زهير بن ناصر الناصر الناشر، حوالہ سابق، بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، ج۳، ص۴۳۔

(۲۸) ایضا

(۲۹) الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى السلمي، الكتاب: الجامع الصحيح سنن الترمذي، حوالہ سابق، باب ماجاء في كراهية الصوم في أيام التشريق، ج۳، ص۱۴۲۔

(۳۰) ایضا، باب ماجاء في كراهية صوم يوم الشك، ج۳، ص۶۹۔

(۳۱) ایضا، باب ماجاء في كراهية الوصال للصائم، ج۳، ص۱۴۸۔